رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الفضل

قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

تار کا پتہ الفضل قادیان

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳

نمبر ۴۸	مورخہ ۸ رجب ۱۳۵۳ھ	یوم پنجشنبہ	مطابق ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۴ء	جلد ۲۲

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ ۱۶ اکتوبر کو ۱۰ بجے صبح بذریعہ موٹر فیروز پور تشریف لے گئے۔ حضور نے مقامی جماعت کا امیر حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کو مقرر فرمایا۔

کچھ عرصہ ہوا سید عبد الجلیل صاحب بی اے خلف حضرت میر حامد شاہ صاحب مرحوم سیالکوٹی کا نکاح جناب سید حبیب اللہ شاہ صاحب سول سرجن کی صاحبزادی سے ہوا تھا۔ ۱۴ اکتوبر سیالکوٹ سے ان کی برات آئی۔ اور ۱۵ کو بتقریب رخصتانہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی کوٹھی دار الحمد میں بعض اصحاب کو دعا میں شمولیت کے لئے مدعو کیا گیا۔ جن کی چائے وغیرہ سے تواضع کی گئی۔ اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے حاضرین سمیت دعا فرمائی۔

خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب معہ برات گوجرانوالہ سے اور شیخ مبارک احمد صاحب سانہ وال ضلع لدھیانہ سے واپس آ گئے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

نجات ایمان سے ہے

فرمودہ ۱۸۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء

"درحقیقت نجات ایمان سے ہے۔ اور خدا شناسی کی اس وقت بڑی ضرورت ہے۔ کیونکہ خدا شناسی کے بغیر گناہ کی ناپاک زندگی پر موت وارد نہیں ہوتی۔ اور خدا شناسی کا پہلا زینہ یقین ہے۔ خدا تعالےٰ اور اس کی عجیب در عجیب قدرتوں اور طاقتوں پر سچا ایمان اور یقین ایک معرفت کا نور عطا کرتا ہے۔ اور دل میں اس سے ایک قوت پیدا ہوتی ہے۔ پھر انسان اس قوت کے ساتھ گناہ کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ دیکھو یہ لوگ اپنے ظنوں پر ایک قسم کا یقین رکھتے ہیں۔ تو کیا ہم اپنے یقین پر بھی یقین نہ رکھیں۔"

(الحکم ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

نغمۂ تہنیت

بخدمت جناب چودھری ظفر اللہ خانصاحب احمدی بار ایٹ لا

من جانب محمد عثمان صاحب احمدی لکھنوی

روح وجداں ہے میں ہوں سر بسجود — اور مسرت بنی ہے لا محدود
غم کا دل میں نہیں ہے آج وجود — بلکہ دل ہے مرا درِ مقصود
میں نے دل کی مراد پائی ہے
میری جائز یہ خودنمائی ہے

اپنے مولا کی کارسازی دیکھ — اے ظفر! یہ ظفر نوازی دیکھ
درِ محمود کی ایازی دیکھ — اپنی یہ شانِ سرفرازی دیکھ
سربلندی ہے یہ اُسی در کی۔
جس سے عظمت بڑھی ہر اک سر کی۔

قوم کی تم نے کی ہے وہ خدمت — بڑھ گئی جس سے قوم کی عظمت
تم نے یورپ میں پائی وہ شہرت — اہلِ مغرب تھے محوِ صد حیرت
گول میز ی ہر اک ہے اس کا گواہ
تھا ہر اک کی زباں پہ ظفر اللہ

ہند کے نام کا بجا ڈنکہ — تم نے اپنا جما دیا سکہ
ہر طرف ہے تمہارا ہی چرچہ — حق جتا کر طلب کیا حصہ
گونج تھی ہند کے مفکر کی
دھوم تھی مشرقی مدبر کی

پیش کر دیں وطن کی تصویریں — راؤنڈ ٹیبل میں کر کے تقریریں
تم نے کیں جا کے ایسی تدبیریں — جن سے بدلیں ہماری تقدیریں
حق طلب یوں کیا حکومت سے
سرخروئی ملی ہے عزت سے

بے زباں ملک کی زبان بنے — قوم کے اپنی ترجمان بنے
قوم کے حق کے پاسبان بنے — دردِ قومی کی داستان بنے
حق تو یہ ہے۔ کہ حق کیا وہ ادا
جو نہ ہو گا ادا کبھی نہ ہوا

کیوں نہ نازاں ہوں تم پہ اہلِ وطن — ہند کا نام کر دیا روشن
کیا یہ خدمت نہیں ہے مستحسن — ہند سے آشنا ہوا لندن
تم نے اہلِ وطن کی رکھ لی لاج
تم بنے اہلِ ملک کے سرتاج

ہے حقیقت میں فخر کا یہ مقام — ایک ادنےٰ سا خادمِ اسلام
ایسا چمکا رہا ہے اپنا نام — آج عزت بنی ہے اُس کی غلام
کس کا اقبال یوں ہو تابندہ
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ہے ضیا بار نیرِ اقبال — روشنی ہے جنوب تا بہ شمال
چاہتا ہے جو کوئی اس کا زوال — ہوا جاتا ہے خود بہ خود پامال
چاند پر کون جا کے ڈالے خاک
مونہہ کی کھاتے ہیں ایسے سب بے باک

مشکلیں اپنی تم نے کیں آسان — سربلندی کے ڈھونڈھ کر امکان
بامرادی کے وہ کئے سامان — بامرادی سے بھر گئے دامان
دل سے اپنے نکل رہی ہے دعا
تم کو اللہ دے گا اس کی جزا

لو دعا میری بہ اثر لائی — کامیابی کو ڈھونڈھ کر لائی
جو کہا تھا وہ سر بسر لائی — مژدہ باد! اک عجب خبر لائی
للہ الحمد تم وزیر بنے
یعنی سرکار کے مشیر بنے

ہو وزیر آج۔ کل گورنر ہو — آج جو ہو۔ کل اس سے بڑھکر ہو
سربلند ہم نہیں جو تم سر ہو — اِن دعاؤں میں کچھ اثر گر ہو
احمدی دے رہا ہے تم کو دعا
اور دعاؤں کو سن رہا ہے خدا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۴۸ قادیان دارالامان مورخہ ۸ رجب ۱۳۵۳ھ جلد ۲۲

جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب کا انتخاب

وائسرائے کی اگزکٹو کونسل کیلئے

ہز ایکسی لنسی وائسرائے ہند کی اگزکٹو کونسل کی مسلم نشست کے لئے جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب کا انتخاب عمل میں آچکا۔ اور سرکاری طور پر اس کا اعلان ہو گیا ہے۔ اس تقرر کی ایک نہایت ہی قلیل التعداد اور غیر ذمہ دار طبقہ نے محض اس بناء پر مخالفت شروع کی تھی۔ کہ جناب چودھری صاحب موصوف احمدی ہیں۔ اور احمدی ان کے نزدیک مسلمان نہیں۔ اس کے سوا ان کے پاس مخالفت کی نہ تو کوئی وجہ تھی۔ اور نہ انہوں نے پیش کی۔ حتےٰ کہ انہوں نے بار بار یہ کہکر کہ اگر چودھری صاحب موصوف احمدی نہ ہوتے تو ایسی حالت میں نہ صرف وہ ان کے انتخاب کے خلاف کوئی اعتراض نہ کرتے۔ بلکہ ان کی پورے زور کے ساتھ تائید کرتے اس بات کا خود بھی اعتراف کر لیا۔ کہ جناب چودھری صاحب اپنے تدبر اور اپنی قابلیت کے لحاظ سے اس عہدہ کے ہر طرح اہل ہیں ؁

ظاہر ہے۔ کہ جس بناء پر مخالفت شروع کی گئی تھی۔ وہ مسلمانوں کے سیاسی اتحاد کے لئے سخت نقصان رساں اور ان کے ملکی مفاد کیلئے بیحد تباہ کن تھی۔ کیونکہ جب بھی کسی مسلمان کو کسی اہم عہدہ کے قابل سمجھا جاتا۔ کسی نہ کسی فرقہ کے لوگ مذہبی عقائد کے اختلاف کی بناء پر اس کے خلاف کھڑے ہو کر شور مچا سکتے تھے۔ لیکن خوشی کی بات ہے۔ کہ مسلمانانِ ہند میں اپنے حقوق کی حفاظت کے متعلق کافی بیداری پیدا ہو چکی ہے۔ اور چونکہ انہیں معلوم ہو چکا ہے۔ کہ سیاسی و ملکی حقوق کے متعلق فرقہ وارانہ تفرقہ پیدا کرنا ان کے لئے سخت نقصان رساں ہے۔ اس لئے جن لوگوں نے جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب کے خلاف آواز بلند کی۔ ان کا حلقہ نہایت ہی محدود رہا۔ اور ہر صوبہ کے مسلمانوں کی بہت بڑی اکثریت نے ان کی پُر زور مذمت کی۔ چنانچہ علاقہ سندھ۔ صوبہ بنگال۔ صوبہ یو۔ پی۔ اور خود پنجاب۔ کے مسلمانوں کی اکثریت ان کے خلاف کھڑی ہو گئی۔ اور اس نے نہایت زور دار الفاظ میں ظاہر کر دیا۔ کہ مسلمانانِ ہند ان خود غرض اور فتنہ پرداز لوگوں کی تائید کرنے کے لئے قطعاً تیار نہیں ہیں۔ جو احراری کہلاتے ہیں۔ اور جن کا سابقہ ریکارڈ مسلمانوں کے خون سے داغ داغ ہے ؁

اس معاملہ فہمی پر مسلمانانِ ہند کی اکثریت قابل مبارکباد ہے۔ اور امید کی جا سکتی ہے۔ کہ آئندہ بھی وہ ہر ایسے موقعہ پر جبکہ بعض خود غرض لوگ مسلمانان ہند کی نمائندگی کا جھوٹا دعویٰ کر کے مسلمانوں کے حقوق کو نقصان پہونچانے کی قابل شرم کوشش کرنے کی جرأت کریں۔ ان کے ساتھ ایسا ہی سلوک روا رکھیں گے اور انہیں قطعاً اس بات کا موقعہ نہیں دیا جائے گا۔ کہ مسلمانوں کے سیاسی اور ملکی مفاد کو آپس میں اختلاف و انشقاق پیدا کر کے تباہ کر سکیں ؁

جمہور مسلمانانِ ہند کے اس قابل تعریف رویہ کا ذکر کرنے کے بعد جس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ان میں اپنے حقوق کی حفاظت کے متعلق کافی بیداری پیدا ہو چکی ہے۔ اور وہ اپنے مفاد کو نقصان پہنچانے والے عنصر کی حقیقت سے اچھی طرح آگاہ ہیں۔ ہم یہ کہنا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ کے لئے جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب کا وائسرائے کی اگزکٹو کونسل میں تقرر نہایت ہی خوشی اور مسرت کا باعث ہے مگر اس لئے نہیں کہ ان کو ایک بہت بڑا اور نہایت ذمہ داری کا عہدہ تفویض کیا گیا ہے۔ اور ہمیں جناب موصوف کے متعلق جو حسن ظنی ہے۔ اس کی بناء پر ہم سمجھتے ہیں۔ کہ خود ان کے لئے بھی اس عہدہ کی صرف اہمیت خوشی کا باعث نہیں ہو سکتی۔ بلکہ ان کے لئے خوشی کی وجہ یہ ہے۔ کہ انہیں ملک و قوم کی بیش از بیش خدمات سرانجام دینے کا موقعہ میسر آسکے گا۔ اور جماعت احمدیہ کے لئے خوشی کا باعث یہ ہے۔ کہ چودھری صاحب موصوف نے احمدیت کے اخلاق نہایت عمدگی کے ساتھ حاصل کئے ہوئے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے خدا تعالےٰ کے فضل سے نہایت ہی مخلص باپ کے زیر سایہ اور نہایت ہی مخلص ماں کی زیر تربیت پرورش پائی ہے۔ نیز اپنی سعادت مندی سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ انہیں ایسی مخلصانہ عقیدت رکھنے کا شرف حاصل ہے۔ کہ ہم کہہ سکتے ہیں۔ وہ احمدیت کے مغز سے پوری طرح واقف ہیں۔ اور مزید خوشی کی بات یہ ہے۔ کہ ان میں ملک اور قوم کی خدمت کرنے کی ذاتی قابلیت موجود ہے۔ پس ایسی حالت میں جبکہ انہیں وہ نور حاصل ہے۔ جو اہم سے اہم معاملات کو سرانجام دینے کے لئے صحیح راہ نمائی کرتا ہے۔ اور ان میں اہم خدمات بجا لانے کی اعلےٰ قابلیت موجود ہے۔ ہم امید رکھتے ہیں۔ کہ مسلمانانِ ہند خدا تعالےٰ کے فضل سے ان توقعات کو پورا ہوتا دیکھ سکیں گے۔ جو جناب چودھری صاحب موصوف کی ذات سے انہیں ہیں۔

نیز ہم امید رکھتے ہیں۔ کہ جناب موصوف خود بھی اس بات کو مد نظر رکھیں گے۔ کہ وہ پہلے احمدی ہیں۔ جن کے سپرد اتنا بڑا عہدہ کیا گیا ہے۔ اور اس لحاظ سے وہ اپنی خاص ذمہ داری محسوس کریں گے۔ اس وقت بدقسمتی سے اعلےٰ عہدوں پر متمکن ہونے والے ہندو مسلمانوں میں عام طور پر ایک نقص پایا جاتا ہے اور وہ یہ کہ مسلمان اپنی کمزوری اور تربیت کے نقص کی وجہ سے مسلمانوں کے حقوق کو اس لئے نظر انداز کر دیتا ہے۔ کہ غیر مسلم اس کے خلاف ناراضگی کا اظہار نہ کریں۔ اور ہندو تعصب سے کام لے کر مسلمانوں کے حقوق پائمال کرنے سے دریغ نہیں کرتا ہم امید کرتے ہیں۔ کہ جناب چودھری صاحب موصوف میں نہ تو متعصب ہندو کا سا تعصب پایا جائے گا۔ کہ کسی کو اس کے جائز حقوق سے محروم کر دیں۔ اور نہ کمزور دل مسلمان عہدہ دار والی بزدلی پائی جائے گی۔ کہ کسی جائز حقدار کے حق کو مخالفت کے خوف سے نظر انداز کر دیں۔ بلکہ وہ اس طرح عدل و انصاف سے کام لیں گے۔ کہ ہر قوم کے انصاف پسند اور سنجیدہ مزاج لوگ اپنے حقوق محفوظ سمجھیں گے۔ ہندو ان پر پورا پورا اعتماد رکھیں گے اور مسلمان اپنے جائز حقوق سے مستفید ہو سکیں گے۔ یہ ذمہ داری تو اپنے عہدہ کے لحاظ سے جناب چودھری صاحب موصوف پر عائد ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور بہت بڑی ذمہ داری بھی ان سے متعلق ہے۔ اور وہ یہ کہ چونکہ وہ پہلے احمدی ہونگے۔ جو اتنے بڑے عہدہ کا بار اپنے کندھوں پر اٹھائیں گے۔ اس لئے انہیں اپنے طریق عمل سے عدل و انصاف کی ایسی اعلےٰ مثال قائم کرنی چاہئے۔ جو خاص امتیاز رکھتی ہو۔ اور وہ احمدی جو خدا تعالےٰ کے فضل سے آئندہ جلیل القدر عہدوں پر کام کرنے کے لئے آئیں۔

ان کی تقلید کر سکیں ؀

ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ جناب چودھری صاحب موصوف کو ملک اور اہل ملک کی بیش از بیش اور بہترین خدمات سرانجام دینے کی توفیق بخشے۔ اور ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے کا پورا پورا اہل ثابت کرے۔ جو ان پر اپنے ملک اور اپنے مذہب کی طرف سے عائد ہوتی ہیں ؀

ہندو اخبارات میں احراریوں کی تائید

مسلمانوں میں اختلاف و انشقاق پیدا کرنے اور ایک دوسرے کے خلاف مشتعل کر کے آپس میں الجھائے رکھنے کے لئے متعصب ہندو اخبارات اپنے جن خاص ہتھیاروں سے کام لیا کرتے ہیں۔ ان کا مظاہرہ انہوں نے اس مصنوعی شور و شر کے موقعہ پر بھی پوری طرح کیا۔ جو چودھری ظفر اللہ خان صاحب کے خلاف احراریوں نے برپا کیا تھا۔ گو ۸ کروڑ مسلمانوں کی نمائندگی کے دعویدار اخبار "زمیندار" کی غیرت و حمیت ملاحظہ ہو۔ کہ وہ ہندو اخبارات کی ایسی تحریریں جن کا مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنا اور آپس میں لڑانا تھا۔ بڑے فخر کے ساتھ یہ ظاہر کرنے کے لئے شائع کرتا رہا۔ کہ وہ جس فتنہ کو کھڑا کر رہا ہے۔ اس میں غیر مسلم بھی اس کی امداد کر رہے ہیں۔ حالانکہ ایک معمولی عقل و سمجھ کا مسلمان بھی جانتا ہے کہ کبھی ممکن نہیں کہ ہندو کسی ایسی تحریک کی حمایت اور تائید کرنے کے لئے تیار ہوں۔ جو مسلمانوں کے لئے کسی رنگ میں مفید ہو سکتی ہے اور خود احراری بھی جانتے ہیں۔ کہ ہندو اخبارات ان کی دوسری سرگرمیوں کو کس نظر سے دیکھتے۔ اور ان کے متعلق کن خیالات کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے انہوں نے غنیمت سمجھا کہ بعض ہندو اخبارات ان کی پیٹھ ٹھونک رہے ہیں۔

اگر اور باتوں سے قطع نظر کر لی جائے۔ تو جماعت احمدیہ کے خلاف احراریوں کی فتنہ انگیزیوں اور شرارتوں کی ہندو اخبارات میں تائید ہونا ہی ایک ایسا امر ہے۔ جس سے ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ ان کی سرگرمیوں کی ہندو اخبارات اس لئے حمایت کر رہے ہیں۔ کہ انہیں مسلمانوں کے مفاد کے خلاف اور ان کے لئے نقصان رساں سمجھتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ مسلمان آپس میں الجھے رہیں۔ تا کہ ملکی اور سیاسی حقوق کے حصول کے لئے متحد نہ ہو سکیں۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ یوں تو وہ احراریوں کو مفسد۔ فتنہ پرداز اور ملک کا امن تباہ کرنے والے قرار دیتے ہیں۔ لیکن جماعت احمدیہ کے مقابلہ میں ان کی ساری ہمدردی احراریوں کے لئے وقف ہو جاتی ہے۔

اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ ہندو خوب اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ نہایت سرگرمی سے مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کرنے والی جماعت ہے۔ اور دوسرے مسلمانوں میں بھی اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے بیداری پیدا کر رہی ہے۔ اس لئے وہ اسے نقصان پہنچانے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں تا کہ مسلمان پہلے کی طرح خواب غفلت میں پڑے رہیں۔ اور ہندو ان کے حقوق غصب کئے رکھیں۔ مگر انہیں یاد رکھنا چاہئیے۔ احراریوں کے سبب جیسے لوگوں کو مسلمانوں میں کوئی وقعت حاصل نہیں ہے۔ اور ان کی رہی سہی بات ہندوؤں کی حمایت اور تائید نے بگاڑ دی ہے۔ اب سمجھدار مسلمان انہیں متعصب ہندوؤں سے کم نقصان رساں نہیں سمجھتے ؀

لارڈ ولنگڈن کی یادگار کی تجویز

موجودہ وائسرائے ہند لارڈ ولنگڈن کے سپرد جب عنان حکومت کی گئی۔ تو وہ نہایت ہی نازک وقت تھا کانگرس نہ تو مصالحت پر آمادہ تھی۔ اور نہ خلاف قانون سرگرمیاں ترک کرنے کو تیار تھی۔ ملک میں ہر طرف خوف و ہراس پھیلا ہوا تھا۔ لیکن لارڈ ولنگڈن نے ایسا انتظام کیا کہ ایک طرف تو کانگرس کو اپنی کامل شکست کا اقرار کرنا پڑا۔ اور دوسری طرف وہ حکومت سے تعاون کرنے کے لئے تیار ہو گئی۔ اور آج کانگرس اسمبلی اور کونسلوں میں جانے کے لئے نہایت بیتابی کا اظہار کر رہی ہے۔ اور ایک دوسرے کو شکست دینے کی کوشش کر رہے ہیں ؀

غرض موجودہ وائسرائے نے نہایت قلیل عرصہ میں ہندوستان میں جو حیرت انگیز انقلاب پیدا کر دیا۔ وہ اتنا بڑا کارنامہ ہے۔ جس کی ہندوستان کی طرف سے زیادہ سے زیادہ قدر ہونی چاہئیے اور کوئی بہترین یادگار قائم کرنی چاہئیے ؀

معلوم ہوا ہے۔ کہ والیان ریاست ہائے ہند نے دہلی میں لارڈ ولنگڈن کا مجسمہ کھڑا کرنے کے لئے ایک لاکھ سات ہزار روپیہ جمع کیا ہے۔ مگر ہمارے نزدیک مجسمہ کی بجائے یادگار کی اگر کوئی ایسی صورت اختیار کی جائے۔ جو لوگوں کے لئے فیض رساں ہو۔ تو زیادہ بہتر ہے۔ نیز اس کا خیال صرف والیان ریاست تک ہی محدود نہ رکھا جائے۔ بلکہ ہر طبقہ کے لوگوں کو اس میں حصہ لینے کی اجازت ہو تا کہ سارے ہندوستان کی طرف سے یادگار قائم کی جائے۔ تا کہ وہ ہندوستان کے تمام امن پسند اور پابند قانون لوگوں کی طرف سے اظہار محبت کا ثبوت ہو ؀

مقدمہ قتل کراچی کا فیصلہ

مقدمہ قتل کراچی کے ملزم کے متعلق فیصلہ دیتے ہوئے مسٹر مہتہ ایڈیشنل جوڈیشل کمشنر نے کہا۔ مجھے اس بات میں شک ہے کہ ملزم کو مقتول رام کے خلاف کوئی ذاتی رنجش تھی۔ میرا یقین ہے کہ ملزم کو اس بات کا یقین تھا۔ کہ پیغمبر کی عزت اس کی زندگی سے زیادہ قیمتی ہے۔ اس لئے اس نے اس جرم کا ارتکاب کیا مگر کسی فرد کو اس بات کا حق نہیں۔ کہ وہ قانون کو اپنے ہاتھ میں لے ؀

بے شک قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کی کسی کو اجازت نہ ہونی چاہئیے۔ لیکن جن حالات میں ایسا کیا جائے ان کو بھی پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ اس صورت میں بہتر ہوتا۔ اگر انتہائی سزا پھانسی نہ دی جاتی۔ اس سے یہ بھی امید کی جاتی تھی۔ کہ وہ بدزبان لوگ جو دوسروں کے مقدس پیشواؤں کی توہین کے مرتکب ہوتے اور اشتعال کے سامان پیدا کرتے ہیں یہ سمجھ کر کھڑے نہ ہونے پاتے۔ کہ اگر ان کی جان جاتی ہے۔ تو ایک اور کی جان بھی تو لے لی جاتی ہے ؀

جماعت احمدیہ کی خدمات اسلام

جماعت احمدیہ اپنی تعداد کے لحاظ سے اسلام کی حفاظت و اشاعت کے لئے جس قدر مالی قربانی کر رہی ہے۔ اس نسبت سے دنیا کی کوئی مالدار سے مالدار قوم بھی اپنے دین کے لئے ایثار سے کام نہیں لے رہی۔ اور عام مسلمانوں کا تو ذکر ہی کیا ہے جنہیں اپنے مذہب کی ترقی اور ترویج کا کچھ بھی خیال نہیں۔

حال ہی میں مسلمانوں کی "جمعیۃ مرکزیہ تبلیغ الاسلام" نے جس کا دعوے ہے۔ کہ وہ آٹھ کروڑ مسلمانوں کی واحد تبلیغی انجمن ہے۔ اعلان کیا ہے۔ کہ "۶ ماہ سے انجمن ہائے ملحقہ کی امداد بوجہ آمدنی مفقود ہونے کے ادا نہیں ہوئی۔ اور چھ ماہ سے کارکنان کی تنخواہ واجب الادا ہے۔ جس کی وجہ سے جملہ کارکنان سخت پریشان ہیں آٹھ سو کے قریب جمعیۃ کا ماہانہ خرچ ہے۔ اور آمدنی قطعی بند ہے"

آٹھ کروڑ مسلمانوں کی واحد جمعیۃ مرکزیہ جس کا ماہانہ خرچ صرف آٹھ سو روپیہ ہو۔ اور وہ بھی پورا نہ ہوتا ہو۔ جو کچھ کر سکتی ہے۔ ظاہر ہے۔ ان حالات میں جماعت احمدیہ جس کی تعداد دوسرے مسلمانوں کے مقابلہ میں بہت قلیل ہے۔ کئی لاکھ روپیہ سالانہ خدمت اسلام میں صرف کر رہی ہے۔ ہندوستان میں ہر جگہ اس کے مبلغ مخالفین اسلام کا مقابلہ کرنے کے لئے موجود ہیں۔ اور دنیا کے دور دراز مقامات میں اسلام کی اشاعت ہو رہی ہے۔ کیا اسلام کو سربلند اور تمام دنیا میں پھیلا ہوا دیکھنے کی خواہش رکھنے والوں ...کا فرض نہیں۔ کہ جماعت احمدیہ کی مثال سامنے رکھ کر اسلام کی سربلندی کے لئے پوری کوشش کریں ؀

اسلام پر اعتراضات کے جواب

اللہ تعالیٰ کی مشیّت اور آریہ سماجی

کیا پرمیشر سروشکتیمان نہیں؟

اسلام کا قادر مطلق خدا

اسلام نے اللہ تعالےٰ کی ذات بابرکات اور اس کی صفات کو اصلی اور حقیقی رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ اور وہ ایسی حقیقت ہے۔ جو اس وقت دوسرے مذاہب میں بالکل مفقود ہے۔ ان مذاہب میں یا تو خدا تعالےٰ کی صفات کا بالکل انکار پایا جاتا ہے۔ یا بعض صفات کو مان کر پھر خدا کو ان پر پورا پورا متصرف نہیں تسلیم کرتے ؛

اسلام نے خدا تعالیٰ کی دیگر صفات کے علاوہ یہ صفت بھی بیان کی ہے۔ کہ وہ قادر مطلق ہے۔ دنیا کی ہر چیز اس کی قدرت اور تصرف کے ماتحت ہے۔ اس کا ارادہ تمام ارادوں پر غالب ہے۔ اور اس کا حکم تمام حکموں پر فائق۔ عالم کائنات کا تمام نظام اس کے حکم کے ماتحت چل رہا ہے۔ اور اسی کی مشیت سے یہ سب امور طے ہو رہے ہیں۔ چنانچہ فرمایا ان اللہ علی کل شئی قدیر۔ کہ خدا تعالےٰ ہر ایک چیز پر غالب اور قادر ہے۔ اور پھر فرمایا واللہ غالب علی امرہٖ (سورہ یوسف) کہ خدا کی ذات بابرکات ایسی ہے۔ جو سب نظام پر غالب اور ہر چیز پر متصرف ہے۔

اخبار "پرکاش" کا اعتراض

لیکن اعتراض کرنے والوں کو تعصب اور عناد کی وجہ سے اس بین اور واضح تعلیم پر بھی اعتراض ہی سوجھتے ہیں۔ چنانچہ اخبار "پرکاش" لاہور نے "قرآن میں خدا کا سروپ" کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ کی مشیت پر اعتراض کرتے ہوئے یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ کہ قرآن مجید سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا کا کوئی قانون اور اصول نہیں ہے۔ اور وہ نیا کاری نہیں۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے۔ "قرآن کا خدا نیا کاری نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن میں آیا ہے۔ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب بے شک اللہ جسکو چاہے رزق دیتا ہے بے حساب دوسری آیت فیضل اللہ من یشاء ویہدی من یشاء اللہ جس کو چاہے گمراہ کرتا ہے۔ اور جسکو چاہے راہ یاب کرتا ہے۔ تیسری آیت یمحوا اللہ ما یشاء و یثبت اللہ جسکو چاہے مٹاتا ہے۔ اور جس کو چاہے ثابت کرتا ہے"۔

یہ آیات معہ "ارتھ" پیش کرنے کے بعد لکھا ہے۔ "ان آیات سے صاف ظاہر ہے۔ کہ اللہ کے کوئی قانون اور اصول نہیں ہیں۔ جو اس کی مرضی ہو کرے کوئی حساب کتاب نہیں"۔ اس کے بعد یہ سوال اٹھایا ہے۔ کہ "قرآن میں ایک جگہ آیا ہے کہ انسان کو جو کچھ پراپت ہوتا ہے۔ وہ اس کے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے۔ اس سے کرموں کے پھل کی پراپتی صاف ظاہر ہے لیکن اس آیت میں کرموں کی کوئی وقعت نہیں۔ اس طرح دونوں آیتوں میں تضاد پایا جاتا ہے"۔

اعتراض کا جواب

قرآن مجید کی ان پیشکردہ آیات میں خدا تعالےٰ کے متعلق یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ اس کا ارادہ اور مشیت سب پر غالب ہے اور اسی کے حکم سے تمام کارخانہ عالم چل رہا ہے۔ وہ قادر مطلق ہے۔ جس کے قبضہ تصرف میں تمام کائنات ہے۔ آریہ لوگ بھی پرمیشر کو سروشکتیمان (قادر مطلق) ماننے کا دعوے کرتے ہیں پس جب ان کے نزدیک بھی پرمیشر قادر مطلق ہے۔ جس کا یہی مطلب ہے۔ کہ "جو اس کی مرضی ہو کرے کوئی حساب کتاب نہیں"۔ تو ان آیات پر کوئی آریہ کس مونہہ سے اعتراض کر سکتا ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے۔ کہ آریہ اپنے خدا کو اصل میں سروشکتیمان تسلیم نہیں کرتے۔ اور اس کے سوروپ کو انہوں نے ایسا بگاڑ رکھا ہے۔ کہ جس کی نظیر اور کسی مذہب میں ملنی مشکل ہے۔ ایک طرف تو وہ یہ دعوے کرتے ہیں۔ کہ خدا سروشکتیمان ہے۔ لیکن دوسری طرف ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ روح اور مادہ پر اسے کوئی اختیار حاصل نہیں۔ اسی طرح وہ پرمیشر کے مالک کل ہونے کا دعوٰی کرتے ہیں۔ مگر حقیقتاً ایسا نہیں سمجھتے۔ کیونکہ مالک کل تو وہ ہوتا ہے جس کے قبضہ میں ہر چیز ہو۔ مگر آریہ روح و مادہ کا پرمیشر کو مالک نہیں مانتے۔ پس ویدمیں جو خدا کا سوروپ پیش کیا گیا ہے۔ وہ بالکل ناقص اور نامکمل ہے جس کا مقابلہ قرآن مجید کے ساتھ کسی طرح نہیں ہو سکتا۔ پھر معترض نے ان آیات کا جو مفہوم بیان کیا ہے۔ وہ منشائے قرآن کے بالکل خلاف ہے۔ جیسا کہ ذیل میں ثابت کیا جاتا ہے

پہلی آیت کا مفہوم

پہلی آیت جو پیش کی گئی ہے۔ وہ سورہ آل عمران کی ہے حضرت زکریا علیہ السلام حضرت مریم سے ان کے بچپن کے ایام میں جبکہ انہیں خدمت دین کے لئے وقف کر دیا گیا تھا۔ ان کے پاس غیر معمولی طور پر کھانے پینے کی چیزیں دیکھ کر سوال کرتے ہیں۔ کہ تجھے یہ رزق کہاں سے ملا۔ انہوں نے جواب دیا۔ قالت ھو من عند اللہ۔ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب کہ یہ سب کچھ خدا کا عطا کردہ ہے۔ وہ جسکو چاہتا ہے بغیر حساب کے دیتا ہے۔ اس میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اور اس کے دین کی خدمت کے لئے اور اس کی مخلوق کی ہمدردی اور خیر خواہی کے لئے اپنی زندگی وقف کرتا ہے۔ خدا اس کا متکفل ہو جاتا ہے اور اس کی معیشت کے سامان پیدا کر دیتا ہے۔ لیکن آریہ معترض صاحب جو اپنے آپ کو "عربی سنسکرت مہا ودیالیہ امرتسر کے پرنسپل ظاہر کرتے ہیں۔ یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ "قرآن کا خدا نیائے کاری نہیں"۔ اور یہ کہ "اس سے کرموں کی کوئی وقعت نہیں رہی"۔ بریں عقل و دانش بباید گریست پھر قرآن مجید میں جو یہ کہا گیا ہے۔ کہ "انسان کو جو کچھ پراپت ہوتا ہے۔ وہ اس کے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے"۔ بالکل صحیح اور درست ہے۔ اور اسے آیت ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب کے خلاف قرار دینا عربی زبان سے ناواقفیت اور ضد و تعصب کی زیادتی کی وجہ سے ہے۔ ورنہ ایک معمولی علم و عقل کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے۔ کہ ان دونوں باتوں میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ یہ کہنا کہ جو انسان کو پراپت ہوتا ہے۔ وہ اس کے اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ انسان کو جو دکھ اور تکلیف پہنچتی ہے وہ اس کے اپنے اعمال کے نتیجہ میں پہنچتی ہے۔ خدا کسی کیساتھ ناانصافی نہیں کرتا بلکہ انسان اپنے ہی برے اعمال کا نتیجہ بھگتتا ہے۔ مگر جہاں یہ فرمایا۔ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب۔ وہاں ان انعامات کا ذکر کیا۔ جو خدا تعالےٰ اپنے بندوں پر کرتا ہے۔ جن کے مقابلہ میں انسان کی جدوجہد کی کوئی نسبت ہی نہیں ہوتی ؛

دوسری اور تیسری آیت کا مفہوم

آریہ معترض نے آیات فیضل اللہ من یشاء

ویھدی من یشاء اور یمحو اللہ ما یشاء ویثبت پیش کر کے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ خدا کا کوئی قانون اور اصول نہیں۔ جسکو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جسکو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے۔ پھر جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ فیضل اللہ من یشاء سے یہ استدلال کرنا کہ خدا جس کو چاہتا ہے بلا وجہ گمراہ کرتا ہے صحیح نہیں ہے۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں کی برائیاں اور بد اعمالیاں سرکشی کی حد تک پہنچی ہوئی ہوتی ہیں۔ ان کو اللہ تعالےٰ بطور سزا گمراہ قرار دیتا ہے۔ چونکہ ہر ایک چیز کا نتیجہ اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب ہوتا ہے اس لئے فیضل اللہ من یشاء کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ ورنہ قرآن مجید میں صراحت کے ساتھ بتا دیا گیا ہے کہ گمراہی انسان کے اپنے ہی برے اعمال کے نتیجہ میں ہوتی ہے چنانچہ فرمایا کہ جو لوگ گمراہ ہوتے ہیں۔ وہ اس وجہ سے ہوتے ہیں۔ بل ران علیٰ قلوبھم ما کانوا یکسبون ان کے دلوں پر جو زنگ لگ جاتا ہے۔ وہ ان کی سرکشی اور نافرمانی کی وجہ سے لگتا ہے۔ دوسری جگہ فرمایا بل طبع اللہ علیھا بکفرھم کہ ان کفار کے دلوں پر گمراہی کی جو مہر لگی ہے۔ وہ بوجہ ان کے کفر کے ہے۔ پس فیضل اللہ ما یشاء کا یہ مطلب نہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ لوگوں کو گمراہ ہے۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ لوگوں کی سرکشی اور بدکاری کے نتیجہ میں ان کو گمراہ قرار دیتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ من اھتدیٰ فانما یھتدی لنفسہ ومن ضل فانما یضل علیھا (بنی اسرائیل) کہ جو لوگ ہدایت پاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں ان کے اعمال کے مطابق جزا دے گا۔ اور جو لوگ گمراہی کو اختیار کرتے ہیں۔ ان کو اس کی سزا دے گا۔ پس اللہ تعالےٰ کسی کو گمراہ نہیں کرتا۔ بلکہ گمراہ ہونے والے اپنے اعمال کے نتیجہ میں گمراہی اختیار کرتے ہیں۔

تیسری آیت جو سورۂ رعد کی پیش کی گئی ہے۔ یہ ہے وما کان لرسولٍ ان یاتی بایۃٍ الا باذن اللہ لکل اجلٍ کتاب۔ یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہٗ ام الکتاب اس کا مفہوم یہ ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ کسی نبی اور رسول کے اختیار میں یہ بات نہیں کہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر کوئی نشان مخالفین کو دکھاتا۔ ہر میعاد کے لئے ایک معین حکم ہے۔ اللہ تعالےٰ جسکو چاہتا ہے مٹاتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے قائم کرتا ہے۔ اور اسی کے پاس اصل علم ہے ÷

اس میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ منکروں پر عذاب لانا رسول کے اپنے اختیار کی بات نہیں۔ بلکہ اللہ تعالےٰ جب چاہتا ہے عذاب نازل کرتا ہے۔ ہر قوم کی اجل کے لئے ایک وقت مقرر ہوتا ہے۔ کہ اسے کب مٹایا جائے۔ اور کب اس کی جگہ دوسری قوم کو کھڑا کیا جائے۔ دوسری جگہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے واللہ غالبٌ علیٰ امرہٖ کہ خدا تعالےٰ اپنا حکم جاری کرنے میں غالب ہے۔ اور اس بات سے کون انکار کر سکتا ہے۔ کہ کامیابی اور شکست خدا ہی کے ہاتھ میں ہوتی ہے اور کسی قوم کو ذلت و عزت دینا اس کی مشیت اور ارادے پر منحصر ہے۔ جب تک وہ اس کا فیصلہ آسمان سے نہ کرے زمین پر کچھ نہیں ہو سکتا۔

پس یمحو اللہ ما یشاء ویثبت میں یہ فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی مشیت کے ماتحت ترقی کرنے والی قومیں ترقی کرتی اور ذلت اٹھانے والی ذلت اٹھاتی ہیں۔ اور وہ عذاب جو نشان کے طور پر رسولوں کے ذریعہ سے قوموں پر نازل کرتا ہے۔ اسی کی مشیت اور ارادے کے ماتحت ہوتا ہے۔ کسی انسان کو اس کے لانے کا اختیار نہیں اللہ تعالےٰ جسکو چاہتا ہے قائم کرتا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے زائل کر دیتا ہے۔

عذاب دور بھی ہو سکتا ہے

اللہ تعالےٰ نے اس میں یہ بتایا ہے۔ کہ اگر کوئی قوم جس پر عذاب نازل ہونے والا ہو۔ اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہو اور توبہ کی طرف مائل تو خدا تعالےٰ عذاب دور بھی کر دیتا ہے۔ کیونکہ وہ غفور الرحیم۔ اس کا عفو و کرم نہایت وسیع ہے اسلام ویدک دھرم کی طرح یہ نہیں کہتا۔ کہ جس انسان سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے۔ خواہ وہ کتنی پریشانی کا اظہار کرے اور کتنی ہی اصلاح کرے۔ سزا پائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ بلکہ یہ کہتا ہے۔ کہ سچی توبہ اور حقیقی اصلاح کر لینے پر خدا تعالےٰ سابقہ گناہ بخش دیتا ہے۔ کیا آریوں کے نزدیک انصاف اسی کا نام ہے۔ کہ انسان اپنی غلطی پر خواہ کتنی ندامت محسوس کرے۔ اس کی توبہ قبول نہ ہو۔ وہ بخشش اور رحم کا امیدوار ہو مگر اس پر رحم نہ کیا جائے۔ اور جب تک وہ سزا نہ پائے۔ اس وقت تک پرمیشر کو چین نہ آئے۔ کیا دنیا میں ہم اپنے دشمنوں کے قصور معاف نہیں کرتے۔ کیا انسان دنیا میں عفو اور رحم کا نمونہ نہیں دکھاتا۔ دوسروں کی غلطیوں اور لغزشوں سے درگذر نہیں کرتا۔ اور اس کا یہ طریق عمل قابل ستائش خیال نہیں کیا جاتا۔ اگر کیا جاتا ہے تو کیا خدا تعالےٰ میں یہ صفت موجود نہیں ہے۔ جو تمام صفات حسنہ کا منبع ہے ہے اور ضرور ہے

مگر ویدک دھرم چونکہ پرمیشر کا حقیقی سوروپ بیان کرنے سے عاری ہے۔ اس لئے آریوں نے پرمیشر کے متعلق ایک ایسا نقشہ بنا رکھا ہے۔ جو بے حد قابل اعتراض اور پرمیشور کی شان کو بٹہ لگانے والا ہے۔ اور وہ وما قدروا اللہ حق قدرہٖ کے پورے پورے مصداق بنے ہوئے ہیں یہ شرف صرف اسلام کو ہی حاصل ہے۔ کہ اس نے دنیا کے سامنے خدا تعالےٰ کی ذات اور اس کی صفات کو حقیقی رنگ میں پیش کیا۔ اور وہی پیش کر سکتا ہے۔ کیونکہ اس زمانہ میں اگر کوئی مذہب کامل طور پر خدا تعالےٰ ساتھ انسان کا تعلق پیدا کر سکتا ہے۔ تو وہ اسلام ہی ہے

تعلق باللہ کا ذریعہ

بانئ اسلام نے ہی ساری دنیا کو مخاطب کر کے کہا ہے۔ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ کہ اے لوگو اگر تم خدا سے محبت کرنے کے دعویدار ہو۔ اور اس سے کامل تعلق پیدا کرنا چاہتے ہو تو آؤ میری اتباع اور اطاعت کرو۔ تمہارا تعلق اللہ تعالیٰ سے پیدا ہو جائے گا۔

ہر زمانہ میں مجدد

اسلام کا یہ دعوےٰ ہی نہیں۔ بلکہ اس کا مشاہدہ ہر زمانہ میں ہوتا رہتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے فیوض آج بھی اسی طرح ظاہر ہوتے ہیں جس طرح پہلے زمانہ میں ان کا ظہور ہوتا تھا۔ ہر زمانہ میں خدا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے والوں میں ایسے لوگ پیدا کرتا رہتا ہے۔ جن سے وہ ہمکلام ہوتا ہے۔ اور نہ صرف یہ کہ ان کا اپنا تعلق خدا تعالےٰ سے کامل ہوتا ہے۔ بلکہ اپنی قوت قدسیہ سے دوسروں کے لئے بھی راہ نمایاں جاتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں ویدک دھرم کی یہ حالت ہے۔ کہ اس میں روحانیت بالکل مفقود ہے۔ پھر وہ خدا کی حقیقی صفات کو کیا بیان کر سکتا ہے۔ اور اس کا اصلی سروپ کیونکر پیش کر سکتا ہے۔ اور روحانیت سے محروم ہونے کا خود آریوں کو اعتراف ہے۔ جیسا کہ حال ہی میں "پرکاش" خود لکھ چکا ہے۔ "اگر کسی طرح سے آریہ پرشوں میں خالص روحانیت کی لہر دوڑ سکے۔ تو اس سے بڑھ کر اور کیا چاہیئے۔ لیکن یہ کام تو نہایت مشکل ہے۔ یہاں دماغ اتنا کام نہیں دیتا۔ جتنا آتما دیتا ہے۔ اس کے لئے کسی ایسے مہاتما کی ضرورت ہے۔ جس میں خالص روحانیت ہو" پس جس مذہب میں روحانیت ہی نہیں۔ وہ خدا تعالےٰ کی صفات کو کیا بیان کرے گا۔ اور اس کے حقیقی سوروپ کو دنیا کے سامنے کیا پیش کریگا ÷

(ملک محمد عبد اللہ مولوی فاضل کمبل پوری)

اسلامی فرقوں میں باہمی رواداری کی ضرورت

محترمہ صغرا ہمایوں مرزا حیدر آباد دکن کے ایک شریف اور معزز خاندان کی خاتون ہیں۔ جو سارے ہندوستان کے علمی طبقہ میں اپنی قابلیت کے لحاظ سے بہت شہرت رکھتی ہیں۔ خاص کر مسلم عورتوں کی ترقی اور بہتری کے لئے انہوں نے تحریر و تقریر کے ذریعہ ایسی شاندار خدمات سرانجام دی ہیں۔ جو نہایت قدر کی نظر سے دیکھی جاتی ہیں۔ اور ان کی آراء کو بہت وقعت دی جاتی ہے۔ انہوں نے ان لوگوں کے متعلق جو بے جا اور متعصبانہ طور پر جماعت احمدیہ کی مخالفت کرتے۔ اور اس کی طرف غلط باتیں منسوب کر کے عوام کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ جن خیالات کا اظہار کیا ہے۔ وہ قابل تعریف ہیں۔ اسی طرح انہوں نے جماعت احمدیہ کی خدمات اسلام کا جن الفاظ میں ذکر کیا ہے۔ وہ ان کے نہایت غیر متعصبانہ اور قابل قدر رویہ کے مظہر ہیں۔ ذیل میں ہم ان کا مضمون درج کرتے ہوئے امید رکھتے ہیں۔ کہ اہل علم اور سنجیدہ مزاج مسلمان اسے دلچسپی سے پڑھیں گے۔ اور فائدہ اٹھائیں گے (ایڈیٹر)

مذہب اسلام ایک سیدھا سادہ مذہب ہے۔ جو بالکل فطرت انسانی کے مطابق اور جو ہر ملک اور ہر زمانہ اور ہر آب و ہوا کے لئے مفید و سازوار۔ جس سے دین اور دنیا بھی حاصل ہوتی ہے۔ یہی اس کی صداقت کی دلیل ہے۔ ایسے سیدھے اور سچے مذہب کو پیروان مذہب نے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ اور بہتر یا تہتر فرقے بنا ڈالے۔ ہر ایک فرقہ والا سمجھتا۔ اور کہتا ہے۔ کہ ہمارا فرقہ ناجی ہے۔ اور باقی سب فرقے ناری۔ پہلے میں اپنا مذہب بتاتی ہوں۔ میرا مذہب وہی ہے۔ جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ میں فرقہ بندی پسند نہیں کرتی۔ اور نہ کسی مذہب یا اس کے پیشوا کو برا سمجھتی اور نہ برا کہتی ہوں۔ رہا یہ سوال کہ میں کس فرقہ میں پیدا ہوئی۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ میرے باپ دادا نانا میری سات پشت شیعہ اثنا عشری۔ میرے دادا حاجی مراد آفندی ترک تھے۔ اردبیل سے حیدر آباد تشریف لائے تھے۔ میری ننہیال ایرانی سادات بنی فاطمہ۔ میرے والد حاجی ڈاکٹر صفدر علی صاحب مرحوم فوج باقاعدہ کے سرجن کپتان۔ میری والدہ مرحومہ عربی و فارسی کی جید عالمہ تھیں۔ میرے والد بہت بے تعصب تھے کبھی کسی مذہب کو برا نہ کہا۔ میرے کانوں نے بچپن میں اپنے والدین سے کسی مذہب کو برا کہتے نہ سنا۔ میرے والد مرحوم کا مذہب و مسلک ان کی تصانیف یوز آسف و حکیم بلوہر نعمت عشق وغیرہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ کس قدر خدا رسیدہ صوفی صافی تھے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ میں بھی کسی مذہب کو برا نہیں کہتی۔ اور نہ فرقہ بندی پسند کرتی ہوں۔

آج کل قادیانیوں کے مذہب پر حملہ ہو رہا ہے۔ یہ بھی کہا جا رہا ہے۔ کہ قادیانی حج نہیں کرتے۔ بلکہ قادیان جایا کرتے ہیں۔ میری جان پہچان بہت سی بیبیاں قادیانی ہیں۔ انہوں نے حج کیا۔ چنانچہ عبد اللہ الہ دین صاحب اور ان کی بی بی جب حج کو گئے تھے۔ ان کے حالات سفر حج رسالہ النساء میں جو میں نکالتی تھی۔ درج ہوا کرتے تھے اسی طرح سنی حضرات کہتے ہیں۔ کہ شیعہ حج نہیں کرتے صرف کربلا معلےٰ جاتے ہیں۔ مجھ سے بارہا سنی خواتین نے کہا کہ آپ لوگ حج نہیں کرتے۔ میں نے ان کا جواب زبانی دیا تھا۔ کہ جب میں چھ ماہ کی تھی۔ میرے والد سرکار کی جانب سے قافلہ سالار مقرر ہوئے تھے۔ جب وہ حج کو جانے لگے۔ میری والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ اور نانی صاحبہ مرحومہ نے بھی فرمایا۔ کہ ہم لوگ بھی آپ کے ساتھ چلیں گے۔ والد مرحوم نے فرمایا۔ کہ لڑکی بہت چھوٹی ہے۔ اتنے دور دراز سفر میں اس کو لے جا نہیں سکتے۔ اور یہاں کس پر چھوڑ کر جائیں گے میری والدہ صاحبہ نے حالانکہ وہ کم سن تھیں۔ اور میں ان کی پہلی اولاد بہت منتوں مرادوں کی تھی۔ جواب دیا۔ کہ لڑکی کو خدا کے حوالے کر کے چلوں گی۔ مجھے ایسا موقع پھر کہاں ملے گا۔ چنانچہ مجھ کو میری انا مریم بی کے پاس میرے چچا صاحب کی نگرانی میں چھوڑ کر اور کپتان شارٹ فوجی ڈاکٹر کو علاج معالجہ کے لئے کہہ کر میرے والدین حج کو چلے گئے میری والدہ مرحومہ اکثر فرمایا کرتی تھیں۔ جب میں چھ ماہ کے بعد حج سے واپس ہوئی۔ تو میرا دل دھڑک رہا تھا۔ کہ کوئی یہ نہ کہدے۔ کہ میری بچی مر گئی۔ اس زمانہ میں ڈاک کا انتظام نہ تھا۔ خط کے ذریعہ یہاں کے حالات معلوم نہیں ہوتے تھے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ میرے والدین کے دل میں کسقدر خوف خدا تھا۔ علاوہ ازیں میرے دادا صاحب بھی حاجی تھے۔ دونوں پھوپھی صاحبوں نے بھی حج کئے تھے۔ اور اس پر آشوب زمانہ میں جبکہ اسٹیم جہاز ایجاد نہیں ہوئے تھے۔ بردہ کے جہازوں پر میرے دادا صاحب اور پھوپھی صاحبوں نے سفر کئے تھے۔ میری چھوٹی پھوپھی صاحبہ فرماتی تھیں۔ کہ جب وہ حج کو میرے پھوپا صاحب کے ساتھ جا رہی تھیں۔ رستہ میں بردہ کا جہاز ٹھہر گیا کیونکہ ہوا بند ہو گئی۔ تمام مسافر پریشان۔ حج کا زمانہ قریب تھا۔ تمام رات لق و دق سمندر میں جہاز یکہ و تنہا کھڑا تھا۔ سب مسافر روتے اور دعائیں مانگتے تھے۔ دوسرے دن خدا نے فضل کیا۔ ہوا چلی اور جہاز منزل مقصود پر پہنچ گیا۔ جن جن سنی خواتین نے مجھ سے کہا تھا۔ کہ شیعہ حج نہیں کرتے۔ وہ جاہل نہ تھیں۔ پڑھی لکھی تعلیم یافتہ تھیں۔ جب تعلیم یافتہ خواتین کا یہ خیال ہے۔ تو عام جاہل عورتیں کیا کیا نہ کہتی ہوں گی۔ البتہ کربلائے معلیٰ شیعہ اکثر جاتے ہیں۔ اور کیوں نہ جائیں۔ بقول علامہ مفتی نور الضیاء الدین ضیا یار جنگ بہادر

چوں نور نبی شامل انوار حسین است
دیدار خدا حاصل دیدار حسین است

علاوہ ازیں کربلائے معلیٰ جانے کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں ہے جب دل چاہا چلے گئے۔ حج کے لئے زمانہ مقرر ہے۔ اسکے معنی یہ نہیں۔ کہ زیارت سے مشرف ہوں تو حج نہ کریں۔ حج تو اصول دین میں داخل ہے۔ کوئی اپنے تئیں مسلمان کہہ کر حج سے منحرف نہیں ہو سکتا۔ سنی حضرات اجمیر شریف اکثر جایا کرتے ہیں۔ کیونکہ اجمیر شریف قریب ہے۔ قادیان چونکہ قریب ہے۔ احمدی جماعت والے وہاں اکثر جاتے ہوں گے۔ مگر یہ نہیں ہے کہ وہ حج نہیں کرتے۔ اب احمدیہ جماعت والوں پر حملے ہو رہے ہیں۔ اس سے کیا حاصل۔ ہر شخص اپنی نیکی بدی جانتا اور سمجھتا ہے اگر کوئی حج نہ کرے باوجودیکہ شرعاً اس پر حج واجب ہو چکا ہے تمام سامان فراہم ہو چکے ہیں۔ تو وہ گنہگار خدا کا ہوگا۔ اور اپنے کردار کا جواب دے گا۔ اگر ہم کسی پر جھوٹ تہمت لگائینگے تو ہم ناحق گنہگار ہوں گے۔ خدا کا گناہ اگر کوئی کرے۔ تو خدا رحیم و کریم ہے۔ وہ بخش دے گا۔ لیکن ہم اگر کسی بندہ کا دل دکھائیں گے۔ تو ہرگز خدا معاف نہیں کرے گا۔

چند سال قبل افغانستان میں کسی قادیانی کو سنگسار کر دیا گیا ایسا کرنا کیا کسی مذہب میں جائز ہے؟ احمدی جماعت والے تبلیغ اسلام کے لئے جو کوششیں کر رہے ہیں۔ ایسی کوشش تو سنی کر رہے ہیں نہ شیعہ جب میں یورپ میں تھی۔ تو میں نے یہ دریافت کیا۔ کہ تبلیغ اسلام کیلئے کس فرقہ کے لوگ یہاں کوشاں ہیں۔ تو معلوم ہوا۔ کہ قادیانی فرقہ کے لوگ اور بابی فرقے والے جنہیں بہائی بھی کہتے ہیں۔ تبلیغ کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ بہت سے عیسائیوں کو مسلمان بنا رہے ہیں۔ جب میں جرمنی گئی۔ تو وہاں قادیانی مبلغ کو اسلام کی اشاعت میں سرگرم پایا۔ اب تو برلن پایہ تخت جرمنی میں بہت بڑی مسجد قادیانی فرقہ والوں نے تعمیر کی ہے۔

اس لکھنے سے میری غرض یہ نہیں ہے احمدی جماعت کی اشاعت ہو۔ اور فرقہ ہائے اہل تسنن اثنا عشری مٹائے جائیں۔ بلکہ میں یہ چاہتی ہوں **لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کی اشاعت ہو۔ اسلام کی ترقی ہو۔ مسلمانوں کی تعداد روزافزوں ہو۔ نفاق باہمی دور ہو۔ ایک فرقہ والا دوسرے کو برا نہ کہے۔ سب فرقہ والے آپس میں شیروشکر کی طرح رہیں۔ خوش خوش اشاعت اسلام کا کام کریں۔ عیسٰی بدین خود موسٰی بدین خود۔ سب سے بڑا گر اشاعت اسلام کا اتفاق باہمی ہے۔ اگر اتفاق نہ ہو تو ہرگز مسلمان ترقی نہیں کر سکیں گے۔ اگر مسلمانوں کے کسی ایک فرقہ پر مصیبت آئے تو دوسرے فرقہ والے کیا مدد نہیں کرینگے جب ہمایوں سابق شہنشاہ ہند پر مصیبت آئی تھی۔ اور شیرشاہ سوری نے ہمایوں کو شکست دی۔ اور ہمایوں نے مجبوراً جلاوطنی اختیار کی۔ اور وہ ایران بھاگا تو شیعہ شہنشاہ طہماسپ صفوی نے کس قدر مدد کی۔ سال ہا سال اپنے پاس مثل بھائی کے رکھا اور پھر قزلباشوں اور بختیاریوں کی افواج جرار کے ساتھ ہمایوں کو ہند بھیجا۔ اور شیرشاہ کے بھتیجے کے ساتھ جو اس وقت فرماں روائے ہند تھا۔ جنگ عظیم ہوئی۔ اور ہمایوں تخت سلطنت پر شاہ طہماسپ کی امداد سے جلوہ فرما ہوا۔ اس طرح ایک فرقہ اسلامیہ کی امداد دوسری فرقہ اسلامیہ کو ضرور کرنی چاہیئے اگر ہم آپس میں جھگڑتے رہے تو دوسرے مذہب والے کمزور خیال کرکے دبائیں گے۔ دوسرے مذاہب والوں کی نظروں میں ہم حقیر ہونگے۔ ہندوؤں میں بہت سے فرقہ ہیں۔ لیکن وہ یہ کوشش کر رہے ہیں۔ کہ سکھ۔ دیدپسٹ ڈھیر اور چمار تک ہندو کہلائیں۔ تاکہ تعداد زیادہ ہو۔ ان کی قوت بڑھے۔ مگر افسوس کہ ایک اسلامیہ فرقہ دوسرے کو گالیاں دیتا اور کافر کہتا ہے۔ مولوی بشارت احمد صاحب نے اپنی تالیف تصدیق احمدیت بجواب قادیانی مذہب مؤلفہ پروفیسر الیاس برنی صاحب میرے دیکھنے کو بھیجی۔ اس کو پڑھ کر مجھ سے نہ رہا گیا۔ اور یہ چند سطریں لکھنے پر مجبور ہوئی۔ جب تعلیم یافتہ حضرات آپس میں اس طرح لڑیں جھگڑیں تو جاہلوں کا خدا حافظ۔ بقول مولانا روم ؎

تو برائے وصل کردن آمدی

نے برائے فصل کردن آمدی

ایک حدیث تو یہ بھی ہے کہ لاالٰہ الا اللہ کہو اور جنت میں داخل ہو۔ احمدیہ جماعت والے تو موحد ہیں۔ خدا کو ایک سمجھتے ہیں کلام خدا کو کلام خدا سمجھتے ہیں۔ رسول پاک کو ختم المرسلین سمجھتے ہیں۔ پھر ان کو کافر کہنا یا سمجھنا عجیب بات ہے۔ ہزاروں غریب مسلمان عیسائی اور آریہ ہو رہے ہیں ان کی روک تھام نہیں کی جاتی۔ بے کار جھگڑوں میں مسلمان وقت برباد کر رہے ہیں۔ جس سے مسلمانوں میں نفاق بڑھ رہا ہے۔ زمانہ کا کیا رنگ ہے اس کا خیال نہیں۔ اگر میرا یہ مضمون مسلمانوں کے کسی فرقہ والوں کو برا لگے۔ تو مجھے معاف کریں۔ میں نے جو کچھ لکھا۔ نیک نیتی سے لکھا ہے۔ میری دلی آرزو ہے۔ کہ مسلمان آپس میں ایک ہو جائیں تاکہ دنیا میں ہماری طاقت و تہذیب کا پھر ڈنکا بجے۔

صغریٰ ہمایوں مرزا بیرسٹرایٹ لاء۔ ہمایوں نگر
حیدر آباد دکن

لنڈن میں تبلیغ اسلام و تربیت نومسلمین

ماہ اگست کے آخر تک خدا تعالیٰ نے جو کام کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس کی رپورٹ حسب ذیل ہے۔

لیکچرز

عرصہ زیر رپورٹ میں خاکسار نے سات تقریریں کیں جن میں مذہب کی ضرورت۔ نجات کا مفہوم۔ اسلام کی فضیلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت وغیرہ مضامین بیان کئے۔ سننے والوں کی تعداد ڈیڑھ صد سے قریباً چار صد تک کے درمیان ہوتی رہی۔ ۱۰ اگست کو مسیح کی آمد ثانی کی حقیقت پر قریباً دو گھنٹہ تک تقریر کی جس میں اناجیل اور تورات کے حوالہ جات سے ثابت کیا۔ کہ حضرت مسیح کی دوبارہ آمد سے مراد ان کے ایک مثیل کی آمد تھی۔ جس کے لئے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ حاضرین نے اس مضمون کو نہایت دلچسپی سے سنا اور سوالات کئے۔ تین چار صد کے درمیان حاضری تھی۔ خاکسار نے آخر میں اپیل کی۔ کہ کم ازکم آپ لوگ اسلام اور احمدیت کے متعلق تحقیق کریں۔ آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ جو کچھ آج تک آپ نے اس پاکیزہ مذہب کے خلاف سنا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ چنانچہ دو شخصوں نے خاص شوق سے لٹریچر پڑھنا شروع کر دیا ہے۔ ان میں سے ایک تو مسجد میں بھی آنے لگے ہیں۔ ان پبلک جلسوں میں جناب میر عبدالسلام صاحب بی۔ اے بھی حصہ لیتے رہے اور قریباً خاکسار کے برابر ہی انہوں نے بھی تقریریں کیں

ملاقاتیں

ان اصحاب کی تعداد جن سے ملاقات کرکے گفتگو کی ۱۸ ہے۔ ایک پڑوسی کے گھر گیا اور اسے اسلام کے قریباً تمام اصولی مسائل سمجھائے۔ اچھی دلچسپی سے سنتا رہا کتب پڑھنے کا بھی وعدہ کیا۔ ایک نوجوان ڈاکٹر مارٹن کو بھی احمدیت کی تبلیغ کی۔ نو اشخاص سے جاکر ملاقات کی۔ اور باقی یہاں مسجد وقتاً فوقتاً آئے تو ان کو مسائل سمجھائے گئے۔ پانچ اشخاص کو لٹریچر دیا گیا۔

مناظرہ

۲۶ اگست عیسائیوں کے ایک پبلک جلسہ میں تقریر سننے کے لئے گیا۔ کفارہ کے متعلق سوال کرنے کی اجازت مل گئی۔ لیکچرار صاحب جب خود معقول جواب نہ دے سکے تو اپنی کمزوری کو محسوس کرکے ایک اور شخص کو جواب دینے کے لئے کھڑا کیا۔ چنانچہ کفارہ کے مسئلہ پر قریباً آدھ گھنٹہ تک گفتگو ہوتی رہی۔ جب خاکسار نے ثابت کیا۔ کہ کفارہ پر ایمان لاکر بھی عیسائیوں کو وراثتی گناہ کی سزا بھگتنے سے نجات نہیں ملتی۔ تو کہنے لگے۔ کہ کفارہ پر ایمان لانے سے گناہ چھوڑنے کی صرف طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ خاکسار نے وضاحت سے بیان کیا کہ تمام انبیاء کی تعلیم پر عمل کرنے سے یہ طاقت پیدا ہوتی رہی ہے۔ کفارہ کی پھر کیا ضرورت ہے۔ اسی طرح ثابت کیا۔ کہ عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق خود مسیح گنہگار ثابت ہوتے ہیں خدا تعالیٰ کے فضل سے گفتگو اچھی ہوئی۔ اور حاضرین نے عیسائی عقائد کی کمزوری محسوس کی۔

تعلیم و تربیت

اس عرصہ میں ۲۸ سبق پڑھائے گئے۔ بعض کو تو اتوار کو پڑھاتا رہا۔ اور بعض دوست دوسرے دنوں میں آئے۔ ایک نومسلم بائلز کے ہاں گیا سبق بھی پڑھائے نیز باجماعت نمازیں ادا کیں۔ اسی طرح مسز شاہ کے ہاں گیا۔ اور علاوہ بچوں کو سبق پڑھانے کے ان کی معیت میں نمازیں ادا کیں۔ ایک دن مس شوٹر کو اسلامی مسائل سمجھاتا رہا۔

خطوط

عرصہ زیر رپورٹ میں انیس عدد تربیتی و تبلیغی چٹھیاں لکھیں۔ اس کے علاوہ کئی لوکل چٹھیاں بھی لکھی گئیں۔ جو مشن کی

جماعت احمدیہ نے یوم التبلیغ کس طرح منایا

خداتعالیٰ کے فضل سے ۳۰ ستمبر کا یوم التبلیغ احمدی جماعتوں نے ہر جگہ کامیابی کے ساتھ منایا۔ اور عمدگی کے ساتھ فریضہ تبلیغ ادا کرنے کی کوشش کی۔ ذیل میں موصولہ اطلاعات کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔

کوہ مری

یوم التبلیغ کو خوب تبلیغ کی گئی۔ اور ٹریکٹ (۱) علماء کو دعوت مباہلہ (۲) پکارنے والے کی آواز (۳) آخر کون غالب رہا (۴) اسلام اور عیسائیت (۵) انبیاء علیہم السلام کی صداقت کا ایک معیار (۶) اور امام الزمان تقسیم کئے گئے

(عبدالرحمٰن خاں)

گھوڑا گلی

حضرت مولوی شیر علی صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ بندہ خداتعالیٰ کے فضل سے کل تبلیغ کی خدمت میں مصروف رہا۔ ایک تعلیم یافتہ آدمی کو بارہ بجے تک تبلیغ کی دو کتابیں ان کو دیں۔ ظہر کے بعد مغرب تک تبلیغ کی گئی۔ دو دکانوں پر بیٹھ کر چند لوگوں کو پیغام حق سنایا۔

بنارس

باوجودیکہ اس دن بارہ بجے تک بارش ہوتی رہی۔ احباب نے فریضہ تبلیغ کے ادا کرنے میں کوئی کوتاہی نہ کی۔ مولوی عبداللہ صاحب مولوی فاضل اور دیگر احباب نے بڑی سرگرمی سے کام کیا۔ غلام محی الدین سکرٹری تبلیغ

جمعیت اصلاح لدھیانہ

احباب جماعت کے دو گروپ بنا کر دیہات میں تبلیغ کے لئے روانہ کئے گئے۔ ۷ گاؤں میں تبلیغ کی گئی۔ ٹریکٹ بھی تقسیم کئے۔ بعض لوگوں نے جلسہ سالانہ پر آنے کا وعدہ کیا۔

غلام محمد سکرٹری تبلیغ

شملہ

مورخہ ۳۰ ستمبر کو تبلیغ ڈے نہایت اہتمام سے منایا گیا۔ احباب نو گروپ میں تقسیم کئے گئے۔ جنہوں نے صبح سے لے کر شام تک تبلیغ کی۔ بعض احمدی احباب نے غیر احمدیوں کو دعوت چائے پر بلا کر تبلیغ کی۔ الغرض بغیر کسی ناگوار واقعہ کے تمام دن نہایت خیر و خوبی سے ختم ہوا۔

فضل محمد خاں

کلانور

۳۰ ستمبر یوم التبلیغ کو احباب جماعت نے مختلف دیہات موضع اٹاری۔ نظر انوالی۔ اور رحیم آباد میں تبلیغ کی ایک صاحب مرزا فضل بیگ نے وعدہ کیا کہ وہ جلسہ سالانہ پر ضرور قادیان آئیں گے۔ تبلیغی ٹریکٹ بھی لوگوں میں تقسیم کئے گئے۔

مبارک بیگ احمدی

سیدوالہ

یہاں کی جماعت احمدیہ نے کامیابی کے ساتھ یوم التبلیغ منایا۔ ۱۳ گاؤں میں قریباً ۲۸۰ افراد کو تبلیغ کی گئی۔

امام الدین

سرائے نورنگ (بنوں)

۳۰ ستمبر کو احباب جماعت نے تمام دن تبلیغ کی۔ ایک گاؤں کے مولوی صاحب کو تبلیغ کی جنہوں نے مان لیا کہ واقعی آخری زمانہ ہے۔ اور ہم احمدیت کی کتابیں پڑھیں گے۔

محمد طیب

سیالکوٹ

جماعت احمدیہ سیالکوٹ نے یوم التبلیغ نہایت شان سے منایا۔ تمام جماعت کے وفود بنا کر شہر اور مضافات میں تبلیغ کی گئی۔ تین ہزار کے قریب ٹریکٹ تقسیم کئے گئے احمدی خواتین نے بھی خصوصیت کے ساتھ اس دن تبلیغ میں حصہ لیا۔

سکرٹری تبلیغ

مردان

جماعت احمدیہ مردان نے یوم التبلیغ بڑی اچھی طرح منایا۔ غیر احمدی رشتہ داروں کو تبلیغ کی گئی۔ اور ٹریکٹ بھی تقسیم کئے گئے۔

محمد عمر سکرٹری تبلیغ

کیرنگ (اڑیسہ)

۳۰ ستمبر کا دن اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام احباب نے تبلیغ کرنے میں گذارا۔ اور ارد گرد کے ۶ دیہات میں تبلیغ کی گئی۔ ٹریکٹ بھی تقسیم کئے۔ بعض جگہ غیر احمدی سختی سے پیش آئے۔ مگر ہماری طرف سے اس کا جواب نہ دیا گیا اور صبر و تحمل سے کام لیا۔ جس کا بڑا اچھا اثر ہوا۔ عبدالحمید خاں سکرٹری تبلیغ

سری بار (اڑیسہ)

۳۰ ستمبر یوم التبلیغ کو انفرادی طور پر اور بذریعہ لٹریچر کے تبلیغ کی گئی۔ احمدی خواتین نے بھی تبلیغ میں حصہ لیا

کالے خاں احمدی

امراؤتی (سی پی)

۳۰ ستمبر کو یوم التبلیغ منایا۔ کئی لوگوں کو تبلیغ کی گئی۔ بعض نے سوالات بھی کئے۔ جن کا جواب دیا گیا۔

صالح محمد احمدی

کریام (جالندھر)

یوم التبلیغ سے ایک دن پیشتر ہی تمام پروگرام مرتب کر لیا گیا تھا۔ اور احباب جماعت کے کچھ وفود بنائے گئے تھے۔ ۳۰ ستمبر کو سب نے کریام اور ارد گرد کے دیہات میں تبلیغ کی۔ ٹریکٹ بھی کثرت سے تقسیم کئے

حاجی غلام احمد

شاہجہانپور (یوپی)

۳۰ ستمبر کا تمام دن تبلیغ کرنے میں گذارا۔ دوستوں کو وفد کی صورت میں دیہات میں روانہ کیا گیا تھا۔ جنہوں نے شام تک تبلیغ کی۔ غیر احمدیوں نے ہماری باتوں کو توجہ سے سنا۔ اور اس کا اقرار کیا۔ کہ احمدیہ جماعت اسلام کی خدمت کرنے والی ہے۔ اور بہت ترقی کر رہی ہے تبلیغی ٹریکٹ بھی بہت تعداد میں تقسیم کئے گئے۔

چوہدری سردار خاں سکرٹری تبلیغ

پاک پٹن

۳۰ ستمبر یوم التبلیغ کو تمام دن تبلیغ میں گذارا۔ تمام شہر میں پوری کوشش سے تبلیغ کی گئی۔ جس میں غیر احمدی رشتہ داروں کو خاص طور پر مد نظر رکھا گیا۔ ایک آدمی نے بیعت کا اعلان کیا۔ جس کی درخواست بیعت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھیجدی گئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

سکرٹری تبلیغ

کوئٹہ

کوئٹہ کے احمدیوں میں چونکہ بلوچستان کا اصلی باشندہ کوئی نہیں۔ اور احمدیوں کے غیر احمدی رشتہ داروں کی تعداد بھی نہایت قلیل ہے۔ اس لئے رشتہ داروں کے علاوہ شہر و چھاؤنی کو مختلف حصص میں تقسیم کر کے احباب نے ایک خاص انتظام کے ماتحت فریضہ تبلیغ ادا کیا۔ زبانی گفتگو کے علاوہ لٹریچر کے ذریعہ بھی پیغام حق پہنچایا گیا۔ سٹیشن پر جانے والے مسافروں میں بھی ٹریکٹ تقسیم کئے گئے۔ بیرونی رشتہ داروں اور بلوچستان کے رؤسا کو بذریعہ ڈاک لٹریچر ارسال کیا گیا۔ مردوں کے علاوہ مستورات اور ینگ مین ایسوسی ایشن کے ممبروں اور بعض

مذہب اور سیاست

ہندوستانی مسلمان ایک فیصلہ کریں

معزز معاصر "کارواں" بلند شہر نے اپنے یکم اکتوبر کے پرچہ میں مندرجہ بالا عنوانوں کے ماتحت جن خیالات کا اظہار کیا ہے۔ وہ اس قابل ہیں۔ کہ مسلمان ان پر سنجیدگی سے غور کریں۔ اور جو لوگ مسلمانوں کے سیاسی اتحاد کو تباہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کی سخت مذمت کریں۔ ورنہ خطرہ ہے۔ کہ ناقابل تلافی نقصان پہنچ جائے۔ (ایڈیٹر)

حال ہی میں پنجاب کی سرزمین سے ایک عجیب قسم کے قضیہ کا اظہار ہوا ہے۔ واقعہ صرف اتنا ہے کہ پچھلے دنوں حکومت کا یہ منشا پایا گیا تھا۔ کہ وہ وائسرائے ہند کی ایگزیکٹو کونسل کی ممبری کے لئے ظفر اللہ خاں (جو قادیانی ہیں) کو منتخب کرنیوالی ہے۔ اسپر پنجاب کے مسلمانوں نے وہ ہنگامہ برپا کیا۔ کہ الہیٰ توبہ اور پھر پنجاب والوں کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر یو پی وغیرہ میں بھی اس قسم کے جلسے کئے۔ کہ ظفر اللہ خاں کو وائسرائے کی کونسل میں مسلمانوں کا نمایندہ ہو کر جانے کا حق نہیں ہے۔ کیونکہ وہ مسلمان نہیں ہیں۔ سنا گیا ہے۔ کہ اسپر حکومت نے اس تقرر کو کچھ دنوں کے لئے ملتوی کر دیا ہے۔ مگر مسلمانوں سے ایک سوال بھی کر دیا ہے۔ کہ اگر قادیانی مسلمان نہیں ہیں۔ تو پھر انہیں مسلمانوں کی مردم شماری میں کیوں شمار کیا جائے۔ اسوقت مسلمانوں کی اقلیت کو جو حقوق دیئے گئے ہیں۔ ان میں قادیانی جماعت کے حقوق بھی شامل ہیں۔ کیونکہ حکومت قادیانیوں کو بھی ابھی تک مسلمان سمجھتی تھی۔ اب اگر وہ پنجاب کے مسلمانوں کے قول کے مطابق مسلمان نہیں ہیں۔ تو پھر ان کی اقلیت الگ بنائی جائے۔ اور مسلمانوں کے حقوق میں ان کے جو حقوق شامل کر دیئے گئے ہیں۔ علیحدہ کر دیئے جائیں جسطرح سکھوں کے حقوق علیحدہ ہیں۔

بات نہایت معقول ہے۔ یہ انصاف کے خلاف بھی ہے۔ کہ ایک جماعت کو مسلمان مسلمان نہ سمجھیں اور جب اس جماعت کے کسی فرد کو کوئی جگہ دینے کا سوال آئے تو اسے کافر ظاہر کریں۔ اور اس کے تقرر کے خلاف شور و شر مچائیں۔ اور جب فی صدی حقوق کا سوال اٹھے۔ تو اس جماعت کو بھی شامل کر لیں۔ جب مسلمان قادیانیوں کو اسلام سے خارج قرار دے رہے ہیں۔ تو ان کی جماعت کو بھی علیحدہ کرا دیں۔ اور اپنے حقوق میں سے ان کا حصہ نکال دیں۔ اس قضیہ کو ایک سلسلہ کی کڑی سمجھئے۔ ہندوستان کے مسلمانوں کی یہ فطرت ہو گئی ہے۔ کہ وہ عقیدوں کے ماتحت اپنی قوم کے ٹکڑے ٹکڑے کرتے رہتے ہیں۔ اور اپنے سوا ہر دوسری جماعت کو کافر اور غیر مسلم قرار دیدیتے ہیں۔ یہ ایک مضحکہ خیز اور قومیت کے لحاظ سے قطعی بے سر و پا جھگڑا ہے۔ مگر ہندوستان کی فضا آئے دن اس قسم کے جھگڑوں سے مکدر ہوتی رہتی ہے۔ اس لئے ہمارے خیال میں ایک فیصلہ ہو جانا چاہیئے۔ تاکہ اس قسم کے جھگڑوں کا سدباب ہو جائے۔

مسلمان کون ہے۔

پہلے یہ طے کرو کہ مسلمان کون ہے۔ اور یہ بھی طے کرو۔ کہ اسکا فیصلہ کرنے کا کون حق رکھتا ہے۔ غور کیجیے اہل سنت والجماعت اہل تشیع کی نگاہ میں اور اہل تشیع اہلسنت والجماعت کی نگاہ میں کافروں سے بدتر ہیں۔ یقین نہ آئے۔ تو لکھنؤ کے "النجم" اور "سرفراز" کا پچھلا فائل دیکھ لیا جائے۔ اور نہیں تو اپنے اپنے دلوں ہی میں انصاف سے سوچ لیجئے۔ کہ ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں کہاں تک بجا ہے۔ قادیانی غیر قادیانی کے خیال میں اور غیر قادیانی قادیانی کے خیال میں اسلام سے خارج ہیں۔ اسمٰعیلی غیر اسمٰعیلی کے اصول سے اور غیر اسمٰعیلی اسمٰعیلی کے اصول سے مشرکوں سے بدتر۔ اسی طرح اہلحدیث وہابی۔ دیوبندی۔ بریلوی۔ غرضیکہ تمام فرقوں پر نگاہ ڈالی جائے۔ ان تمام فرقوں کی یہ حالت ہے۔ کہ ایک فرقہ والا دوسرے فرقہ والے کو مشرک کافر بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ خیال کرتا ہے۔ معاملہ یہیں ختم نہیں ہوتا۔ عورتوں کو آزاد رکھنے والے اپنے مخالفین کو اور عورتوں کو مقید رکھنے والے حامیان آزادی نسواں کو کافروں سے بدتر سمجھتے ہیں۔ صوفی غیر صوفی کو اور غیر صوفی صوفی کو مشرک سے کہیں بدتر خیال کرتا ہے۔ یہ خیال ہی نہیں۔ بلکہ عقیدہ ہے۔ اور ان عقیدوں کے ماتحت آئے دن جوتم پیزار ہوتی رہتی ہے۔ اگر یہ کہا جائے۔ کہ دلائل اور استدلال کی صداقت پر فیصلہ کیا جائے۔ تو یہ حقیقت ہے۔ کہ ہر فرقہ والے کے پاس اس قدر استدلال اور دلائل ہیں۔ کہ شمار نہیں کیا جا سکتا۔ اور اپنے اپنے خیال میں سب صادق ہیں۔ اس لئے ہم اپنے خیال سے چاہے یہ کہدیں۔ کہ ظفر علیخاں اور مولوی حبیب الرحمٰن لودیانوی وغیرہ صادق ہیں اور قادیانی جھوٹے مگر قادیانیوں کے عقیدہ کے مطابق تو ان لوگوں سے زیادہ کوئی کاذب نہ ہوگا۔

فیصلہ کیسے ہو

اب بتائیے کہ فیصلہ کیونکر ہو۔ اگر صرف حبیب الرحمٰن صاحب کے عقیدہ کو صحیح مان کر صرف انہیں لوگوں کو مسلمان سمجھا جائے۔ جو انکے عقائد کی پیروی کریں۔ تو غالباً ۸ کروڑ مسلمانوں میں سے مشکل سے تین لاکھ آدمی ایسے نکلیں گے۔ کہ جو مسلمان کہلائے جا سکیں۔ تو کیا ان تین لاکھ مسلمانوں کو ہی مسلمان سمجھا جائے۔ اور اعلان کر دیا جائے کہ بس یہی مسلمان ہیں۔ باقی تمام قادیانی۔ اسمٰعیلی۔ شیعہ وغیرہ غیر مسلم ہیں۔ پھر دیکھئے۔ کہ مسلمانوں کے قومی حقوق کا کیا ستیاناس ہوتا ہے۔ مسلمانوں کے حقوق ہر اقلیت سے بھی کم نکلیں گے۔

مذہب اور سیاست

حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان کے مسلمان لیڈر ہر معاملہ میں مذہب کی آڑ لے لیتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں۔ کہ عوام کو اس طرح بہت جلد گمراہ کیا جا سکتا ہے۔ مذہب اور سیاست ایک چیز ہو سکتی ہے۔ لیکن صرف اس جماعت کے لئے جو مذہب کو تنگ خیالی اور تعصب سے علیحدہ ہو کر دیکھتی ہو۔ ہندوستان کے تنگ نظر مسلمانوں کے لئے نہیں۔ جو ڈاڑھیوں اور پائجاموں کے پائنچوں تک میں مذہب کو تحت ترین حیثیت میں دخل دیتے ہیں۔ ترکوں نے اسی جذبہ کے ماتحت مذہب اور سیاست کو الگ الگ کر دیا کیونکہ ممالک کسی آزاد قومیت کی بنیاد اسوقت تک نہ رکھی جا سکی جب تک کہ مذہب اور سیاست بالکل ساتھ ہے۔ اور یہ حقیقت ہے۔ چاہے کوئی اس سے کتنی ہی مخالفت کیوں نہ کرے کہ ہندوستان میں بھی اس وقت تک کسی آزاد قومیت کی بنیاد نہیں رکھی جا سکتی۔ جب تک کہ ہمارے علماء اور لیڈروں کی تنگ ظرفی اور تعصب ذہنیتوں میں انقلاب عظیم نہ ہوگا۔ مذہب کا تعلق خدا سے ہے۔ نہ کہ ان سے پھر وہ کسی کو غیر مسلم یا کافر کہنے والے کون۔ کیا انہیں یہ یقین ہے۔ کہ وہ خود کیا ہیں۔ خواہ مخواہ کے لئے خدائی فوجدار بن بیٹھنے سے کوئی انسان کسی مذہب کا تنہا اجارہ دار نہیں بن سکتا۔

اس وقت مسلمانوں کے لئے سب سے زیادہ مہلک بات یہ ہے۔ کہ وہ بڑے بڑے مسائل کو چھوڑ کر چھوٹے چھوٹے فرقہ وارانہ جھگڑوں میں اسقدر مبتلا ہو گئے ہیں۔ کہ انہیں اپنے بڑے بڑے قومی و ملکی مسائل سمجھنے کا ہوش بھی نہ آئے۔ ہم دیکھ رہے ہیں۔ کہ ہمارے علماء اور لیڈر ہمیں اسی ہلاکت کی طرف لئے جا رہے ہیں۔

تم یہ دیکھتے ہو۔ کہ قادیانی غیر مسلم شیعہ کافر اور وہابی مشرک ہے۔ یہ نہیں دیکھتے۔ کہ اس وقت دنیا میں تمہاری پوزیشن کیا ہے۔ اور دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں تمہارا قومی وقار کیا ہے۔ تمہیں اپنی قومی ترقی اور سیاسی ارتقا کے لئے کیا کرنا چاہیئے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آج مسلمان بدترین قومی حیات کا حامل ہے۔ اس کے خیالات کی پستی اسے چھوٹی چھوٹی اور رکیک باتوں میں مصروف رکھتی ہے۔ اور اسکا دماغ اہم ملکی مسائل کی طرف متوجہ ہونے سے گریز کرتا ہے۔

آخر احرار کی شرارت کا لازمی نتیجہ نکل آیا

انتخاب اسمبلی کے سلسلہ میں احرار تمام حلقہ انتخاب میں برابر جلسے کر رہے تھے۔ ان کے مخالفین نے کہیں ان سے تعارض نہیں کیا۔ اس لئے کہ ان کے خلاف معزز مسلمان ہیں۔ جو آزادی خیال کے حامی ہیں۔ ان کی رائے یہ تھی۔ اور اب بھی ہے کہ انتخاب کے متعلق ہر فریق کو موقعہ ملنا چاہئیے کہ وہ اپنے استدلال کو عوام کے روبرو پیش کرے اور یوں عامۃ المسلمین کو پتہ چلے کہ کون فریق کس اصول پر ان سے ووٹ طلب کر رہا ہے۔ احرار کے متعدد جلسے ہو چکے۔ تو فریق ثانی نے بھی جلسے کرنے کا فیصلہ کیا۔ پہلا جلسہ لاہور شہر میں سادھووں کے تکیہ میں ہوا۔ میں اس جلسہ کا صدر تھا۔ وہاں احرار نے شرارت کرنا چاہی مگر ناکام رہے۔ دوسرا جلسہ امرتسر میں ہوا۔ اس کے صدر مسلمانوں کے ہردلعزیز محبوب لیڈر شیخ صادق حسن صاحب تھے۔ احرار نے اتنا نہ سوچا کہ جس جماعت نے ان کے جلسوں میں ابتری پیدا نہیں کی۔ اس کے جلسہ میں فتنہ پیدا کرنا صحیح نہ ہوگا۔ ان کو اس بات کا خیال بھی نہ آیا۔ کہ جلسہ کی کرسی صدارت پر وہ محترم ہستی متمکن ہے۔ جس کے احسان کے بوجھ سے احرار کی گردنیں جھکی ہوئی ہیں۔ اور جس کا نمک ان میں سے ہر ایک کی شریانوں میں موجود ہے۔ انہوں نے بقول کسے

نیش عقرب نہ از پئے کین است ؎ مقتضائے طبیعتش این است

جلسہ میں فتنہ و فساد پیدا کیا۔ مسلمانوں میں سر پھٹول ہوئی اور ڈنڈا بازی تک نوبت پہنچی۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اس کے بعد جب احرار نے جلسہ کرنا چاہا۔ تو انکی اشتعال انگیز نظموں کی وجہ سے وہ جلسہ بھی منتشر ہو گیا اور وہاں بھی فساد ہوا۔ اس فتنہ پردازی سے ملت کو جو نقصان پہنچے گا۔ وہ ظاہر ہے۔ افسوس ہے کہ احرار جوش شرارت میں اتنا نہیں سوچتے۔ کہ فتنہ پردازی ایسا کھیل ہے جس کو فریقین آسانی سے کھیل سکتے ہیں۔ کاش یہ لوگ اب بھی بدمعاشی کے ان جذبات کو جو ان کی طبائع کا جزو لاینفک ہیں دبا سکیں۔ اور فتنہ و فساد سے اپنے مقابل کے جلسے خراب کرنا چھوڑ دیں۔ تاکہ فریقین امن سے انتخاب کو نباہ لیں۔ (سیاست ۱۲ اکتوبر)

مسٹر خالد لطیف گابا کے بیان مندرجہ زمیندار کی حقیقت

جناب چودھری خادم حسین صاحب آف پارووال ضلع گورداسپور اپنے ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مسٹر خالد لطیف گابا کا بیان زمیندار مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۳۴ء کے پرچہ میں پڑھ کر مجھے سخت حیرت ہوئی تھی۔ جب میں نے ان سے استفسار کیا تو انہوں نے کہا۔ کہ "میں نے صرف استفسار کئے جانے پر اتنا کہا تھا۔ کہ میں احمدی نہیں ہوں اور نہ ہی کسی اور فرقہ سے تعلق رکھتا ہوں۔ میں سیدھا سادہ مسلمان ہوں۔" زمیندار کے باطل اور معاندانہ پروپیگنڈا کی حقیقت اس امر واقعہ سے ظاہر ہو جاتی ہے۔ (ناظر امور خارجہ۔ قادیان)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

وائسرائیگل لاج کے لئے سر سی پی ٹیگور نے نئی دہلی سے ۱۲ اکتوبر کی اطلاع کے مطابق سلطان ٹیپو کی ایک تصویر پیش کی ہے۔

ملبورن کی صد سالہ جوبلی میں شامل ہونے کے لئے مسٹر عبدالمتین نائب صدر اسمبلی کو منتخب کیا گیا ہے۔ شملہ سے ۱۲ اکتوبر کی اطلاع کے مطابق وہ انڈین پارلیمنٹری ایسوسی ایشن کی طرف سے شامل ہونگے۔

بڑودہ سے ۱۲ اکتوبر کی خبر مظہر ہے۔ کہ وہاں پر جاگیرداروں کی ایک میٹنگ اس غرض کے لئے ہونے والی تھی۔ کہ گورنمنٹ ہند کو بھیجنے کے لئے ایک میمورنڈم تیار کیا جائے۔ جس میں شکایات کی تحقیقات کی درخواست کی جائے۔ لیکن گورنمنٹ نے اس میٹنگ کے انعقاد کی اجازت نہیں دی۔

سپین میں جو خانہ جنگی اور بغاوت رونما تھی۔ اس کے متعلق میڈرڈ سے ۱۳ اکتوبر کی اطلاع مظہر ہے کہ وہاں باغیوں پر قابو پالیا گیا ہے۔ اور شورش بہت حد تک ختم ہوگئی ہے۔ حکومت کے ہوائی جہازوں نے باغیوں پر شدید گولہ باری کی ہے۔ ایک سو باغی ایک کان میں پناہ گزین تھے۔ جس میں داخل ہونے کا راستہ فوجوں نے بند کر دیا۔ اور اس طرح تمام باغی زندہ درگور کر دئے گئے۔ ایک قریہ میں سرکاری توپ خانہ نے گولہ باری کر کے ۱۵۰ باغیوں کو ہلاک کر دیا۔

امریکہ کے ماہرین فن تعمیر کی ایک پارٹی کراچی سے ۱۲ اکتوبر کی اطلاع کے مطابق ہندوستان آرہی ہے اس کا مقصد ان کھنڈرات سے زر و مال تلاش کرنا ہے جو حال میں لاڑکانہ اور کراچی کے اضلاع میں دریافت ہوئے ہیں۔

گاندھی جی کی سالگرہ کے جلسہ منعقدہ بڑودہ میں ایک کانگرسی نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ مہاتما گاندھی کے برت محض ڈھونگ ہیں۔ اور آتما کی آواز ایک خوف ناک ڈھونگ ہے۔ جو سادہ لوح ہندوستانیوں سے کیا جارہا ہے۔

فقیر آف اپنگرا اور نواب دیر کی افواج میں پشاور سے ۱۳ اکتوبر کی آمدہ اطلاع کے مطابق شدید جنگ ہوئی جس میں بہت سے قبائلی اشخاص زخمی ہوئے۔

مسٹر گابا کے متعلق لاہور سے ۱۲ اکتوبر کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ بھارت انشورنس کمپنی کی ڈائرکٹری کیلئے ان کے مقابلہ پر ان کے چھوٹے بھائی جیون لال گابا تھے۔ جو کثرت آراء سے کامیاب ہوگئے۔

ہندوستانی ہوا باز مسٹر چاؤلا کو جو آج کل انگلستان میں مقیم ہیں۔ ناگپور سے ۱۳ اکتوبر کی اطلاع کے مطابق مہاراجہ دربھنگہ نے ایک ہزار روپیہ کا عطیہ بھیجا ہے۔

لنڈن سے ۱۲ اکتوبر کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ سلیکٹ کمیٹی نے ہندوستانی اصلاحات کے متعلق اپنا کام مکمل کر لیا ہے۔ تھوڑا سا کام باقی ہے۔ جس کے لئے عنقریب کمیٹی کا ایک آخری اجلاس ہوگا۔ اور رپورٹ نومبر کے اختتام میں شائع ہوگی۔

انڈین ریلوے کانفرنس جو شملہ میں ہو رہی تھی وہاں سے ۱۴ اکتوبر کی اطلاع کے مطابق اس کی کارروائی ختم ہوگئی ہے۔ ۳۶-۱۹۳۵ء کے لئے ایجنٹ۔ این ڈبلیو آر کو صدر منتخب کیا گیا ہے۔

حکومت ایران طہران سے ۱۳ اکتوبر کی اطلاع کے مطابق یہ تجویز کر رہی ہے۔ کہ خلیج فارس پر تین بحری مستقر قائم کرے۔ گودی گھر کی تعمیر کے سلسلہ میں جاپانی کمپنیوں کے دو نمائندے وزیر خارجہ ایران سے گفت و شنید کر رہے ہیں۔

فرانس کا وزیر خارجہ ایم بارتھو جس کو حال میں شاہ یوگوسلاویہ کے ساتھ قتل کر دیا گیا ہے۔ پیرس ۱۲ اکتوبر کی اطلاع کے مطابق اس کی تجہیز و تکفین کر دی گئی۔ دفن کرنے سے پہلے نعش کو ایک توپ گاڑی میں رکھ کر پیرس کے گلی کوچوں میں پھرایا گیا۔ جنازہ میں ملک معظم کی طرف سے برطانوی سفیر موجود تھا۔

محمد صدیق صاحب کو جس پر پیالے شاہ کے قتل کا مقدمہ دائر ہے۔ قصور سے لاہور جیل میں منتقل کر دیا گیا ہے۔

گاندھی جی نے بمبئی سے ۱۵ اکتوبر کی اطلاع کے مطابق کانگرس سے اپنی علیحدگی کے متعلق ایک اعلان شائع کیا ہے۔ جس میں بتایا ہے۔ کہ "میں بمبئی کانگرس کے فوراً بعد کانگرس سے علیحدہ ہو جاؤں گا۔ ڈاکٹر انصاری مسٹر پٹیل۔ اور عبدالغفار خاں سب میرے خیال سے متفق ہیں۔ کہ میری علیحدگی کا وقت آگیا ہے۔

مسٹر رامزے میکڈانلڈ وزیر اعظم کے متعلق لنڈن سے ۱۵ اکتوبر کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ آپ آنکھوں کی کمزوری کی وجہ سے اغلباً آئندہ سال پالیٹکس سے ریٹائر ہو جائیں گے۔

برلن سے ۱۴ اکتوبر کی اطلاع مظہر ہے کہ وہاں پر حال ہی میں گورنمنٹ نے یہودیوں کے خلاف یہ قانون جاری کیا ہے۔ کہ برلن کے بازاروں میں چار سے زیادہ اکٹھے نہیں پھر سکتے۔ نہ ہی کھڑے ہو سکتے ہیں۔

لائل پور سے ۱۴ اکتوبر کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ گورنمنٹ نے کمالیہ کے ایک رئیس کو ایک طویل عرصہ کے لئے کچھ زمین ٹھیکہ پر دی تھی۔ مگر پھر کچھ عرصہ کے بعد اسے زمین خالی کرنے کا حکم دیا۔ اس نے گورنمنٹ کے اس حکم کے خلاف دعویٰ دائر کر کے پچاس ہزار روپیہ ہرجانہ کا مطالبہ کیا۔ عدالت نے ۱۷ ہزار روپیہ کی ڈگری اس کے حق میں دیدی ہے۔

دہلی ۱۵ اکتوبر کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ گورنمنٹ آف انڈیا اپنے اخراجات میں کمی کرنے کے خیال سے اس تجویز پر غور کر رہی ہے۔ کہ سردیوں میں دفاتر ۱۰ کی بجائے ۹ بجے کھل کر تین بجے بند ہو جایا کریں۔ اس طرح تین بجے سے چار تک جو بجلی کا خرچ ہے۔ وہ بچ جائے گا۔ لیکن معلوم ہوا ہے۔ کہ افسروں اور کلرکوں کی بیویوں نے اس کے خلاف پروٹسٹ کیا ہے۔ کہ اس طرح کھانا پکانے کے لئے انہیں کم از کم سات بجے صبح بستر سے اٹھنا پڑے گا۔

ہوشنگ آباد سے ۱۵ اکتوبر کی اطلاع کے مطابق وہاں پر ایک سادھو یوگیانہ سادھی کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ اس نے سات دن ہوئے اپنے آپ کو چھاتی تک ایک گڑھے میں دفن کر دیا۔ اور اب تک زندگی کی کسی ظاہر حرکت کے بغیر خاموش بیٹھا ہے۔ اس ریاضت کا خاتمہ دسہرہ کے دن ہوگا۔

مولوی ظفر علی صاحب ایڈیٹر زمیندار کے متعلق لاہور سے ۱۵ اکتوبر کی اطلاع ہے۔ کہ ان کو کرم آباد کے قریب موٹر کے حادثہ سے چوٹیں آئی ہیں۔

مہاراجہ فرید کوٹ کی رسم گدی نشینی نیو دہلی سے ۱۵ اکتوبر کی اطلاع کے مطابق ۱۷ اکتوبر ۱۹۳۴ء کو ادا کی جائے گی۔

قاہرہ سے ۱۳ اکتوبر کی اطلاع کے مطابق ترکی گورنمنٹ کے روبرو ایک اہم تجویز پیش کی گئی ہے۔ کہ انگورہ کا نام مصطفٰے کمال کے نام پر رکھا جائے۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی